THE BOOK WAS DRENCHED

UNIVERSAL LIBRARY

OU_222332

UNIVERSAL LIBRARY

OUP—391—29-4-72—10,000.

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ٨٩١٫٤٣٣١ د ا   Accession No. U 187

Author انشاء، انشاء اللہ خاں

Title داستان رانی کیتکی اور کنور

This book should be returned on or before the date last marked below.

سلسلۂ انجمن ترقی اردو نمبر (۷۰)

داستان رانی کیتکی

اور

کنور اودے بھان کی

تصنیف

سید انشاءاللہ خاں انشا

—:o:—

سنہ ۱۹۳۳ع

—:o:—

بہ اہتمام محمد صدیق حسن منیجر انجمن ترقی اردو

اورنگ آباد دکن کے مطبع میں چھپ کر شائع ہوی

بار اول   ۱۰۰۰ جلد

قیمت چار آنے

قواعد و ضوابط انجمن ترقی اردو اورنگ آباد (دکن)

(۱) سرپرست وہ ہیں جو پانچ ہزار روپے یک مشت یا پانسو روپے سالانہ انجمن کو عطا فرمائیں —
(ان کو تمام مطبوعات انجمن بلا قیمت اعلیٰ قسم کی جلد کے ساتھہ پیش کی جائیں گی) —

(۲) معاون وہ ہیں جو ایک ہزار روپے یک مشت یا سالانہ سو روپے عطا فرمائیں - (انجمن کی تمام مطبوعات ان کو بلا قیمت دی جائیں گی) —

(۳) رکن مدامی وہ ہیں جو تھائی سو روپے یک مشت عطا فرمائیں —
ان کو تمام مطبوعات انجمن مجلد نصف قیمت پر دی جائیں گی -

(۴) رکن معمولی انجمن کے مطبوعات کے مستقل خریدار ہیں جو اس بات کی اجازت دے دیں کہ انجمن کی مطبوعات طبع ہوتے ہی بغیر دریافت کیے بذریعہ قیمت طلب پارسل ان کی خدمت میں بھیج دی جائیں - (ان صاحبوں کو تمام مطبوعات پچیس فی صدی قیمت کم کرکے دی جائیں گی)
مطبوعات میں انجمن کے رسالے بھی شامل ہیں —

(۵) انجمن کی شاخیں وہ ہیں جو انجمن کو یک مشت سوا سو روپے یا بارہ روپے سالانہ دیں (انجمن ان کو اپنی مطبوعات نصف قیمت پر دے گی) —

دیباچہ

سید انشا بلا کے ذہین اور طباع تھے، اگر درباری صحبت اور ناروا شوخی اور ظرافت انھیں بیراہ نہ کر دیتی تو وہ اپنا جواب نہ رکھتے۔ انھوں نے اپنی ذہانت اور جودت کو بری طرح خراب کیا، اس پر بھی ان کے کلام میں جو جدت، شگفتگی اور شوخی پائی جاتی ہے وہ کہیں اور نہیں ملتی۔ اردو زبان پر انھیں بڑی قدرت حاصل تھی بلکہ اس کے پورے نبض شناس اور صحیح سمجھنے اور استعمال کرنے والے تھے ایک اردو کیا ہندوستان کی کئی زبانوں ایسی مہارت رکھتے تھے۔ آزاد نے خوب کہا ہے کہ ہندوستان کی زبانیں ان کے گھر کی لونڈی تھیں۔ دریائے لطافت کہ اس میں بھی انھوں نے شوخی کو ہاتھ سے نہیں دیا، اس کی شاہد ہے۔

یہ کہانی بھی ان کی جدت طبع کا نتیجہ ہے۔ اس میں یہ التزام

کیا ہے کہ فارسی عربی کا ایک لفظ بھی نہ آنے پائے۔ جو دعویٰ انھوں نے کیا وہ پورا کر دکھایا۔ عربی فارسی کا ایک لفظ تک نہیں آیا اور پھر لطف یہ ہے کہ آج کل سی ایسی ہندی نہیں کہ نہ لکھنے والا سمجھے نہ پڑھنے والا۔ اردو والا بھی سمجھتا ہے اور ہندی والا بھی۔ زبان اور بیان دونوں صاف ہیں۔ اسی کا نام ہندستانی ہے۔ یہ بھی ہوشیاری کی ہے کہ قصہ ہندوانی رکھا ہے جس میں بہت سے ہندی لفظ بے تکلف کھپ گئے ہیں اور ناگوار نہیں معلوم ہوتے۔ قصے کہانی میں تو ایسی زبان نبھ جاتی ہے (اگرچہ وہ بھی آسان نہیں) لیکن ادبی اور علمی مضامین ادا کرنے کی اس میں سکت نہیں۔ ہندستانی اگر کوئی زبان ہے یا اگر بنی تو اس کی دوڑ یہیں تک رہے گی۔ علم و ادب کے میدان میں اس کا ٹکنا دشوار ہے۔ کہانی میں بعض الفاظ مثلاً کشتیوں اور آتش بازی کے نام ایسے آگئے ہیں جنھیں ہم بھولے جاتے ہیں اور آئندہ شاید سمجھ میں بھی نہ آئیں۔ علاوہ اس کے ہندی کے بعض ایسے خوبصورت لفظ بھی نظر آئیں گے جو آج کل اردو

تحریر میں نہیں آتے۔ انھیں زندہ کرنا اور موقع محل پر کام میں لانا ضروری ہے۔ غرض سید مرحوم کی یہ عجیب یادگار ہے اور اس میں شبہ نہیں کہ بہت قابل داد ہے۔

اس داستان کا ذکر مدت سے سنتے آتے تھے لیکن ملتی کہیں نہ تھی۔ آخر ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال کی پرانی جلدوں میں اس کا پتا لگا۔ مسٹر کلنٹ پرنسپل لا مارٹن کالج لکھنؤ کو اس کا ایک نسخہ دستیاب ہوا تھا جسے انھوں نے سوسائٹی کے رسالے میں طبع کرا دیا۔ سنہ ۱۸۵۲ع میں ایک حصہ طبع ہوا اور دوسرا حصہ سنہ ۱۸۵۵ع میں۔ لیکن بہت غلط چھپی تھی مجبوراً اسی کی نقل میں نے رسالہ' اردو جلد ششم ماہ اپریل سنہ ۱۹۲۶ع میں شایع کی اور جہاں تک ممکن ہوا اس کی تصحیح بھی کی۔ اردو میں شایع ہونے کے بعد میرے عنایت فرما جناب پنڈت منوہر لال زتشی ایم۔اے نے از راہ کرم اس کا ایک نسخہ جو کبھی لکھنؤ میں ناگری حروف میں چھپا تھا، عنایت فرمایا۔ اس نسخے سے مقابلہ کرکے مزید تصحیح کی گئی

اور اب شاید ایک آدھ مقام کے سوا کہیں کوئی لفظ مشتبہ باقی نہیں رہا۔

میرے شفیق ڈاکٹر عبدالستار صدیقی صاحب پروفیسر الہ آباد یونیورسٹی نے اسے علحدہ کتاب کی صورت میں شایع کرنے کی فرمائش کی جس کی تعمیل میں ان چند تمہیدی سطروں کے ساتھ یہ پرلطف اور عجیب کہانی شایع کی جاتی ہے۔

عبدالحق

سکرٹری انجمن ترقی اردو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

داستان رانی کیتکی اور کنور اودے بھان کی

سر جھکا کر ناک رگڑتا ہوں اوس اپنے بنانے والے کے سامنے جس نے ہم سب کو بنایا اور بات کی بات میں وہ سب کر دیکھایا جس کا بھید کسی نے نہ پایا۔

آتیاں جاتیاں جو سانسیں ہیں
اوسکے بن دھیان سب یہ پھانسیں ہیں

یہ کل کا پتلا جو اپنے اوس کھلاڑی کی سدہ رکھے تو کھٹائی میں کیوں پڑے؟ اور کڑوا کسیلا کیوں ہو؟ اوس پھل کی مٹھائی چکھے جو بڑوں سے بڑے اگلوں نے چکھی ہے۔

دیکھنے کو آنکھہ دی اور سننے کو یہ کان دئے۔ ناک بھی اونچی سب میں کر دی مورتوں کو جی دان دئے۔ مٹی کے باسن کو اتنی سکت کہاں، جو اپنے کمہار کے کرتب کچھہ بتا سکے؟ سچ ہے، جو بنایا ہوا ہو، سو اپنے

بنانے والے کو کیا سراہے؟ اور کیا کہے؟ یوں جس کا جی چاہے پڑا بکے۔ سر سے لگا پاؤں تک جتنے رونگٹے ہیں جو سب کے سب بول اٹھیں اور سراہا کریں اور اتنے برسوں* اسی دھیان میں رہیں جتنی ساری ندیوں میں ریت اور پھول پھلیاں کھیت میں ہیں تو بھی کچھ نہ ہو سکے۔

اس سر جھکانے کے ساتھ دن رات جپتا ہوں اوس داتا کے پہونچے ہوے پیارے کو جس کے لیئے یوں کہا ہے "جو تو نہ ہوتا میں کچھ نہ بناتا" اور اوس کا چچیرا بھائی جس کا بیاہ اوسی کے گھر ہوا اوس کی سرت† مجھے لگی رہی ہے۔ میں پھولا اپنے آپ میں نہیں سماتا اور جتنے اون کے لڑکے بالے ہیں اونہیں کے یہاں پر چاو‡ ہے اور کوئی ہو' کچھ میرے جی کو نہیں بھاتا۔ مجھے اس گھرانے کے چھٹ§ کسی لے بھاگ او چک چور ٹھگ سے کیا پڑی؟ جیتے مرتے اونہیں سبھوں کا آسرا اور اون کے گھرانے کا رکھتا ہوں تیسوں گھڑی —

ڈول ڈال ایک انوکھی بات کا

ایک دن بیٹھے بیٹھے یہ بات اپنے دھیان میں چڑھ آئی کہ کوئی کہانی ایسی کہیۓ جس میں ہندوی چھٹ اور کسی بول سے نپٹ$ نہ ملے، تب جا کے میرا جی پھول کی کلی کے روپ سے کھلے۔ باہر کی بولی اور

---

* (ن) برس † دھیان ‡ محبت § سوا
$ بالکل

گنواری کچھ اوس کے بیچ نہ ہو - اپنے ملنے والوں میں سے ایک کوئی بڑے پڑھے لکھے پرانے دھرانے بوڑھے گھاگ یہ کھٹراگ لائے سر ہلا کر مونہ بنا* کر ناک بھوں چڑھا کر آنکھیں پھرا کر لگے کہنے' یہ بات ہوتی دکھائی نہیں دیتی - ہندوی پن بھی نہ نکلے اور بھاکھا پن نہ ٹھوس† جائے - جیسے بھلے لوگ اچھوں سے اچھے آپس میں بولتے چالتے ہیں جوں کا توں وہی ڈول رہے اور چھانہہ کسی کی نہ پڑے' یہ نہیں ہونے کا! میں نے اون کی ٹھنڈی سانس کی پھانس کا ٹھوکا کھا کر جھنجلا کر کہا - میں کچھ ایسا انوکھا‡ بولا نہیں، جو رائی کو پربت کر دکھاؤں اور جھوٹ سچ بول کے اونگلیاں نچاؤں اور بے سری بے ٹھکانے کی اولجھی سلجھی باتیں سجھاؤں§ - جو مجھ سے نہ ہو سکتا، تو بھلا یہ بات منہ سے کیوں نکالتا؟ جس ڈھب سے ہوتا اس بکھیڑے کو ٹالتا —

ـــ اب اس کہانی کا کہنے والا یہاں آپ کو جتاتا ہے اور جیسا کچھ لوگ اوسے پکارتے ہیں کہہ سناتا ہے - دہنا ہاتھ منہ پر پھیر کر آپ کو جتاتا ہوں - جو میرے داتا نے چاہا تو وہ تاؤ بھاؤ اور آؤ جاؤ اور کود پھاند اور لپٹ جھپٹ دکھاؤں جو دیکھتے ہی آپ کے دھیان کا گھوڑا، جو بجلی سے بھی بہت چنچل، اچھلاہٹ میں ہرنوں کے روپ میں ہے اپنی

---

* (ن) تھتھیا † (ن) گھس ‡ (ن) بڑ بولا § (ن) سجاؤں

جو کڑی بھول جائے—

گھوڑے پر اپنے چڑھ کے آتا ہوں میں
کرتب جو ہیں سو سب دیکھاتا ہوں میں
اوس چاہنے والے نے جو چاہا تو ابھی
کہتا جو کچھ ہوں کر دیکھاتا ہوں میں

اب آپ کان رکھ کے سنمکھ* ہوکے ٹک ادھر دیکھیے کس ڈھب سے بڑھ چلتا ہوں اور اپنے ان پھول کی پنکھڑی جیسے ہونٹوں سے کس کس روپ سے پھول اوگلتا ہوں—

(کہانی کا اوبھار اور بول چال کی دولہن کا سنگار)

کسی دیس میں کسی راجہ کے گھر ایک بیٹا تھا اوسے اوس کے ماں باپ اور سب گھر کے لوگ کنور اودے بھان کرکے پکارتے تھے۔ سچ مچ اوس کے جوبن کی جوت میں سورج کی ایک سوت آملی تھی۔ اوس کا اچھاپن اور بھلا لگنا کچھ ایسا نہ تھا جو کسی کے لکھنے اور کہنے میں آسکے۔ پندرہ برس بھر کے سولھے میں پانو رکھا تھا۔ کچھ یونہیں سی اوس کی مسیں بھیگتی چلی تھیں۔ اکڑ تکڑ اوس میں بہت سی سما رہی تھی، کسی کو کچھ نہ سمجھتا تھا۔ پر کسی بات کے سوچ کا

---

* روبرو، سامنے۔

گھر گھاٹ پایا نہ تھا اور چاؤ کی ندی کا پاٹ اون نے دیکھا نہ تھا۔
ایک دن ہریالی دیکھنے کو اپنے گھوڑے پر چڑھ کے اٹکھیل پنے اور
لڑکپن* کے ساتھ دیکھتا بھالتا چلا جاتا تھا۔ اتنے میں ایک ہرنی جو
اس کے سامنے آئی، تو اس کا جی لوٹ پوٹ ھوا۔ اس ہرنی کے
پیچھے سب کو چھوڑ چھاڑ کر گھوڑا پھینکا۔ بھلا کوئی گھوڑا اوس کو
پا سکتا تھا؟ جب سورج چھپ گیا اور ہرنی آنکھوں سے اوجھل ہوئی،
تب تو یہ کنور اودے بھان بھوکھا پیاسا اور اوداسا جمائیاں اور
انگڑائیاں لیتا ھکا بکا ھوکے لگا آسرا ڈھونڈھنے۔ اتنے میں کچھ امریاں
دھیان چڑھیں، اودھر چل نکلا۔ تو کیا دیکھتا ہے؟ چالیس پچاس
رنڈیاں† ایک سے ایک جوبن میں اگلی‡ جھولا ڈالے ھوے پڑی
جھول رھی ہیں اور ساون گا تیاں ہیں۔ جو انھوں نے اوس کو
دیکھا، تو کون؟ تو کون؟ کی چنگھاڑ سی پڑ گئی (اون سبھوں میں سے
ایک کے ساتھ اس کی آنکھ لڑ گئی)۔ دوھا:

کوئی کہتی تھی یہ اوچکا ہے
کوئی کہتی تھی ایک پکا ہے

سو وھی: جھولنے والی لال جوڑا پہنے ھوے جس کو سب رانی کیتکی

---

* (ن) الھڑپن † عورتیں ‡ بڑھ کر

کہتے تھے، اوس کے بھی جی میں اس کی چاہ نے گھر کیا۔ پر کہنے سننے
کو اس نے بہت سے ناہ نوہ کی۔ اس لگ چلنے کو بھلا کیا کہیے ہیں؟
یک نہ یک* جو تم جھٹ سے ٹپک پڑے یہ نہ جانا جو یہاں رنڈیاں
اپنی جھول رہی ہیں۔ اجی تم جو اس روپ کے ساتھ بیدھڑک چلے
آئے ہو، ٹھنڈی ٹھنڈی چھانہہ چلے جاؤ۔ تب انھوں نے مسوس† کے
ملولا‡ کھاکے کہا کہ اتنی رکھائیاں ندیجئے۔ میں سارے دن کا تھکا ہوا ایک
پیڑ کی چھانہہ میں اوس کا بچاؤ کرکے پڑ رہوں گا بڑے تڑکے ڈھونڈ لگے
اوٹھ کر جدھر کو منہ پڑے گا چلا جاؤں گا۔ کسی کا لیتا دیتا نہیں۔ ایک
ھرنی کے پیچھے سب لوگوں کو چھوڑ کر گھوڑا پھینکا تھا، جب تلک
اوجالا رہا، اوسی کے دھیان میں تھا۔ جب اندھیرا چھا گیا اور جی بہت
گھبرا گیا، ان امریوں کا آسرا ڈھونڈھ کر یہاں چلا آیا ہوں۔
کچھ روک ٹوک تو نہ تھی جو ماتھا ٹھنک جاتا اور رک رہتا، سر اوٹھائے
ھانپتا ہوا چلا آیا۔ کیا جانتا تھا پدمنیاں یہاں پڑی جھولتی، پینگیں
چڑھا رہی ہیں۔ پر یوں ہی بدی تھی، برسوں میں بھی جھولا کروں گا۔
یہ بات سن کر جو لال جوڑے والی، سب کی سردھری تھی اوس نے کہا۔
ھاں جی۔ بولیاں ٹھولیاں نہ مارو۔ ان کو کہہ دو جہاں جی چاہے اپنے

---

* یکایک † فکر کرکے ‡ رنج، غم، افسوس

پڑھیں اور جو کچھ کھانے پینے کو مانگیں سو انھیں پہونچا دو - گھر آئے کو کسی نے آج تک مار نہیں ڈالا - ان منہ کا ڈول گال تمتمائے اور ھونٹھ پپڑائے اور گھوڑے کا ھانپنا اور جی کا کانپنا اور گھبراھٹ اور تھرتھراھٹ اور ٹھنڈی سانسیں بھرنا اور ندھال ھو کر گرے پڑنا ان کو سچا کرتا ھے - بات بنائی اور سچوٹی * کی کوئی چھپتی ھے؟ پر ھمارے اور ان کے بیچ میں کچھ اوٹ سی کپڑے لتے کی کردو - اتنا آسرا پا کے سب سے پرے کونے میں جو پانچ سات چھوٹے چھوٹے پودے سے تھے اون کی چھانہہ میں کنور اودے بھان نے اپنا بچھونا کیا - سرھانے ھاتھ دھر کے چاھتا تھا سو رھے، پر نیند کوئی † چاھت کی لگاوٹ میں آتی تھی؟ پڑا پڑا اپنے جی سے باتیں کر رھا تھا - اتنے میں کیا ھوتا ھے؟ جو رات سائیں سائیں بولنے لگتی ھے اور ساتھ والیاں سب سو رھتی ھیں، رانی کیتکی اپنی سہیلی مدن بان کو جگا کر یوں کہتی ھے - اری تو نے کچھ سنا ھے؟ میرا جی اس پر آ گیا اور کسی ڈول سے نہیں تھم سکتا - تو سب میرے بھیدوں کو جانتی ھے، اب جو ھونی ھو سو ھو - سر رھتا رھے جاتا جائے، میں اوس کے پاس جاتی ھون - تو میرے ساتھ چل، پر تیرے پانو پڑتی ھوں کوئی سننے نہ پاوے - اری یہ میرا جوڑا

---

* جو سچ نہ ھو † (ن) کبھیں

میرے اور اس کے بنانے والے نے ملا دیا۔ میں اسی لیئے ان امریوں
مین آئی تھی - کیتکی مدن بان کا ہاتھ پکڑے وہاں آن پہونچتی ہے
جہاں کنور اودے بھان لیٹے ہوے کچھ سوچ میں پڑے بڑ بڑا رہے
تھے - مدن بان آگے بڑھ کے کہنے لگی - تمھیں اکیلا جان کے رانی آپ
آئی ہیں- کنور اودے بھان یہ سن کے اوٹھ بیٹھے اور یہ کہا کیوں
نہ ہو جی سے جی کو ملاپ ہے - کنور اور رانی دونوں چپ چاپ
بیٹھے تھے ، پر مدن بان دونوں کے بدن گدگدا رہی تھی- ہوتے ہوتے
اپنے اپنے پتے سب نے کھولے- رانی کا پتہ یہ کھلا - راجہ جگت پرکاس
کی بیٹی ہیں اور ان کی ما رانی کام لتا کہلاتی ہیں - ان کو ما باپ
نے ان کے کہدیا ہے ایک مہینے پیچھے امریوں میں جاکے جھول آیا
کرو - آج وہی دن تھا سو تم سے مٹ بھیڑ ہو گئی- بہت مہاراجوں کے
کنوروں کی باتیں آئیاں پر کسی پر ان کا دھیان نہ چڑھا- تمھارے
دھن بھاگ ، جو تمھارے پاس سب سے چھپ کے ہیں جو ان کی لڑکپن
کی گوئیاں* ہوں مجھے ساتھ اپنے لے کے آئیں ہیں - اب تم اپنی
کہانی کہو کہ تم کس دیس کے کون ہو - انھوں نے کہا میرا باپ
راجہ سورج بھان اور ما رانی لچھمی باس ہے ، آپس میں جو گٹھ جوڑا
ہو جائے، تو انوکھی اچرج اور اچنبھے کی بات نہیں - یوہیں آگے

---

* سہیلی

سے ھوتا چلا آیا ھے* - جیسا منہ ویسی تھپڑ، † جوڑ توڑ ٹٹول لیتے ہیں -
دونوں مہاراجوں کو یہ چت‡ چاھی بات اچھی لگے گی - پر ہم تم دونو کے
جی کا گٹھ جوڑا چاہیے - اس میں مدن بان بول اوٹھی - سو تو ھوا - اب اپنی
اپنی انگوٹھیاں ھیر پھیر کرلو اور آپس میں لکھوٹی$ بھی لکھدو - پھر کچھھ
ھچر مچر نہ رہے - کنور اودے بھان نے اپنی انگوٹھی رانی کیتکی کو پہنادی اور
رانی کیتکی نے انگوٹھی کنور کی انگلی میں ڈال دی¶ اور ایک دھیمی سی
چٹکی بھی لے لی - اس میں مدن بان بول اوٹھی - جو سچ پوچھو تو اتنی بھی
بہت ھوئی اتنا بڑھ چلنا اچھا نہیں میرے سر چوٹ ہے - اب اوٹھ چلو اور
ان کو سونے دو اور روئیں پڑے رونے دو - بات چیت تو ٹھیک ٹھاک
ھو چکی تھی، پچھلے پہر سے رانی تو اپنی سہیلیوں کو لیکے جدھر سے آئی تھی
ادھر چلی گئی اور کنور اودے بھان اپنے گھوڑے کی پیٹھ لگ کر اپنے
لوگوں سے مل کر اپنے گھر پہونچے - کنور جی کا انوپ روپ کیا کہوں کچھھ
کہنے میں نہیں آتا - کھانا نہ پینا نہ لگ چلنا، کسی سے کچھھ کہنا نہ سننا -
جس دھیان میں تھے اوسی میں گھوٹھے رھنا اور گھڑی گھڑی کچھھ کچھھ
سوچ سوچ سر دھننا - ھوتے ھوتے اس بات کا لوگوں میں چرچا پھیل

---

* (ن) ھوتی چلی آئی † (ن) تھپیڑا ‡ منشا کے
مطابق، حسب مراد $ تحریر ¶ (ن) اور رانی کیتکی
نے اپنا چھلا کنور اودے بھان کی انگلی میں ڈال دیا -

گیا- کسی کسی نے مہاراج اور مہارانی سے بھی کہا کچھہ دال میں کالا ہے - وہ کنور اودے بھان جن سے تمھارے گھر کا اوجالا ہے ان دنوں کچھہ اس کے برے تیور بے ڈول آنکھیں دیکھائی دیتی ھیں- گھر سے باہر پانو نہیں دھرتا- گھر والیاں جو کسی ڈول سے بہلاتیاں ھیں تو اور کچھہ نہیں کرتا ایک اونچی سانس لیتا ہے بہت کسی نے چھیڑا تو چھپر کھٹ پر جاکے اپنا مونھہ لپیٹ کے آٹھہ آٹھہ آنسو پڑا روتا ہے - یہ سنتے ھی ماں باپ کنور کے پاس دوڑے آے- گلے لگایا مونھہ چوما، پانو پر بیٹے کے گر پڑے، ہاتھہ جوڑے اور کہا- جی کی بات ہے سو کہتے کیوں نہیں؟ کیا دکھہ پڑا*، جو پڑے پڑے کراھتے ھو؟ راج پاٹ جس کو چاھو دے ڈالو - کہو تو تم کیا چاھتے ھو - تمھارا جی کیوں نہیں لگتا؟ بھلا، وہ ہے کیا، جو ھو نہیں سکتا، مونھہ سے بولو جی کھولو جو کہنے میں کچھہ سوچکتے† ھو تو ابھی لکھہ بھیجو - جو کچھہ لکھوگے جوں کی توں وھی کر تمھیں دے جاویں گے- جو تم کہو کنویں میں گر پڑو تو ہم دونو ابھی گر پڑتے ھیں، جو کہو سر کاٹ ڈالو تو ابھی سر کاٹ ڈالتے ھیں - کنور اودے بھان وہ جو بولتے ھی نہ تھے انہوں نے لکھہ بھیجنے کا آسرا پاکے اتنا بولے- "اچھا آپ سدھارئے میں لکھہ بھیجتا ھوں- پر میرے اوس لکھہ بھیجنے کو میرے مونھہ پر کسی ڈھب سے نہ لانا نہیں تو

---

* (س) دکھڑا ھے † گھبرانا -

میں شرماؤں* گا - اسی لئے مکھ† بات ھو کے میں نے کچھ نہ کہا اور یہ لکھ بھیجا - "اب جو میرا جی ناک میں آگیا اور کسی ڈھب نہ رہا گیا اور آپ نے مجھے سوسو روپ سے کھولا اور بہت سا ٹھولا، تب تو لاج چھوڑ کے ہاتھ جوڑ کے مونھ کو پھوڑ کے گھگیا کے یہ لکھتا ھوں - جگ میں چاہ کے ہاتھوں کسی کو سکھ نہیں ہے - بھلا، وہ کون ہے جس کو دکھ نہیں - وہ اس دن جو میں ہریالی دیکھنے کو گیا تھا، وہاں جو میرے سامنے ایک ہرنی کنوتیاں اوٹھائے ھوئے ھولی تھی اس کے پیچھے میں نے گھوڑا بک چھٹ پھینکا، جب تک اوجالا رہا اسی کے دھن میں چلا گیا - جب اندھیرا ھو گیا اور سورج ڈوبا تب جی میرا بہت اوداس ھوا - امریاں تاک کے میں اون میں گیا، تو اون امریوں کا پتا پتا میرے جی کا گاہک ھوا، وہاں کا یہ سپھل‡ ہے، کچھ رنڈیاں جھولا جھول رہیں تھیں - اون سب کی سردھری کوئی رانی کیتکی مہاراجہ جگت پرکاس کی بیٹی ھیں اونہوں نے یہ انگوٹھی اپنی مجھے دی اور میری انگوٹھی انہوں نے لی اور لکھاوٹ$ بھی لکھ دی - سو یہ انگوٹھی اون کی لکھاوٹ$ سمیت میرے لکھے ھوے کے ساتھ پہونچتی ہے - آپ دیکھ لیجئے اور جس میں بیٹے کا جی رہ جائے وہ کیجئے - مہاراج اور مہارانی اوس بیٹے کے لکھے ھوے پر سونے کے پانی سے یوں لکھتے

* (ن) لجاؤں † زبانی ‡ کام کاج دستور
$ (ن) لکھوت

هیں - ہم دونوں نے اوس انگوٹھی اور لکھاوٹ * کو اپنے آنکھوں سے ملا - اب تم اپنے جی میں کچھ کڑھو مت جو رانی کیتکی کے ماباپ تمھاری بات مانتے هیں تو ہمارے سمدھی اور سمدھن هیں، دونو راج ایک جا گھ هو جائیں گے اور جو کچھ ناہ نوہ کی ٹھیرے گی تو جس ڈول سے بن آویگا ڈھال تلوار کے بل تمھاری دلھن ہم تم سے ملاویں گے، آج سے اوداس مت رہا کرو کھیلو کودو بولو چالو آنندیں کرو + - ہم اچھی گھڑی سبھ مہورت سوچ کے تمھارے سسرال میں کسی بامھن کو بھیجتے هیں جو بات چیت چاهی ٹھیک کرلاوے - بامھن جو سبھ گھڑی دیکھ کر ھڑبڑی سے گیا تھا اوس پر بڑی کڑی پڑی - سنتے هی رانی کیتکی کے باپ نے کہا اون کے ہمارے ناتا نہیں هونے کا، اون کے باپ دادے ہمارے باپ دادوں کے آگے سدا ہاتھ جوڑ کے باتیں کرتے تھے اور جو ٹک تیوری چڑھی دیکھتے تھے تو بہت ڈرتے تھے، کیا هوا جو اب وے بڑھ گئے اور اونچے پر چڑھ گئے - جس کے ماتھے ہم بائیں پاؤں کے انگوٹھے سے ٹیکا لگاویں وہ مہاراجوں کا راجہ هو جائے، کس کا منہ جو یہ بات ہمارے منہ پر لاوے - بامھن نے جل بھن کے کہا اگلے بھی اسی بچار میں تھے اور بھری سبھا میں یہی کہتے تھے - ہم میں اون میں کچھ گوت کا تو میل نہیں ہے - پھر کنور کی ھٹ سے کچھ ہماری نہیں

---

* (ن) لکھوت   + خوش رهو، مزے کرو

چلتی، نہیں تو ایسی اوچھی بات کب ہمارے منہ سے نکلتی؟ یہ سنتے ھی
مہاراج نے بامھن کے سر پر پھولوں کی چھڑی پھینک ماری اور کہا جو
بامھن کے ہتیا کا دھڑکا نہ ھوتا تو تجکو ابھی چکی میں دلوا ڈالتا۔ اس کو
لے جاؤ اور ایک اندھیری کوٹھری میں موند رکھو۔ جو اس بامھن پر بیتی
سو سب کنور اودے بھان کے ماباپ نے سنتے ھی لڑن کی ٹھان اپنے ٹھاٹھ
باندہ کر دل بادل جیسے گھر آتے ہیں چڑہ آیا۔ جب دونوں مہاراجوں
میں لڑائی ھونے لگی رانی کیتکی ساون بھادوں کے روپ سے رونے لگی
اور دونو کے جی پر یہ آگئی۔ یہ کیسی چاھت ہے جس میں لو ھو برسنے
لگا اور اچھی باتوں کو ترسنے لگا۔ کنور نے چپکے سے یہ لکھہ بھیجا۔ "اب
میرا کلیجا ٹکڑے ٹکڑے ھوا جاتا ہے دونوں مہاراجوں کو آپس میں
لڑنے دو۔ کسی ڈول سے جو ھو سکے تو تم مجھے اپنے پاس بلا لو، ہم تم
دونوں مل کے کسی اور دیس کو نکل چلیں، جو ھونی ھو سو ھو۔ سر
رھتا رہے جاتا جاے"۔ ایک مالن جس کو پھول کلی کر سب پکارتے تھے
اون نے اوس کنور کی چٹھی کسی پھول کی پنکھری میں لپیٹ سپیٹ
کے رانی کیتکی تک پہونچا دی۔ رانی نے اوس چٹھی سے آنکھیں اپنی
ملیں اور مالن کو ایک تھال بھر کے موتی دئے اور چٹھی کی پیٹھہ پر اپنے منہ
کی پیک سے یہ لکھا "اے میرے جی کے گاھک جو تو مجھے بوٹی بوٹی کر

چیل کوے کو دے ڈالے تو بھی میری آنکھیں کو چین کلیجہ میں سکھ هووے، پر یہ بات بھاگ چلنے کی اچھی نہیں، ڈول سے بیٹا بیٹی کے باہر ہے جی تجھ سے پیارا نہیں ایک تو کیا جو کروڑ جی جاتے رہیں پر بھاگنے کی کوئی بات ہمیں رہتی* نہیں''۔ یہ چٹھی پیک بھری جو کنور تک جا پہونچتی ہے وہ کئی ایک سونے کے ہیرے موتی پکھراج کے کھچا کھچ بھرے ہوے تھال نچھاور کر کے لٹا دیتا ہے اور† چٹھی سے اس کی بیکلی چوگنی پچگنی ہو جاتی ہے اور اس چٹھی کو اپنے گوے ڈنڈ پر باندھ لیتا ہے -

(آنا جوگی مہندر گر کا کیلاس پہاڑ سے اور ہرن
ہرنی کر ڈالنا کنور اودے بھان اور اس کے ماباپ کا)

جگت پرکاس اپنے گرو کو جو کیلاس پہاڑ پر رہتا تھا، یوں لکھ بھیجتا ہے، کچھ ہماری سہاے‡ کیجیے، مہا کٹھن ہم بپتا ماروں کو پڑی ہے، راجہ سورج بھان کو اب یہاں تک باؤ بھک نے لیا ہے جو انہوں نے ہم سے مہاراجوں سے ناتے کا ڈول کیا ہے۔ کیلاس پہاڑ اکڈال چاندی کا ہے، اوس پر راجہ جگت پرکاس کا گرو جس کو اندرلوک کے لوگ سب مہندر گر

---

* (ن) ذرا دھی † (ن) جتنی اُس کی بیکلی تھی

‡ مدد

کہتے تھے، دھیان گیان میں کوئی نوے لاکھ اتیتھوں* کے ساتھ ٹھاکر کے
بھجن میں دن رات رہا کرتا تھا - سونا روپا تانبے رانگے کا بنانا تو کیا اور گٹکا
مونھ میں لیکے اڑنا ورے رہے، اس کی اور باتیں اس اس ڈھب کی دھیان
میں تھیں جو کچھ کہنے سننے سے باہر ھیں - مینھ سونے روپے کا برسا دینا
اور جس روپ میں چاھنا ھو جانا سب کچھ اس کے آگے ایک کھیل تھا اور
گانے میں مہادیو جی چھٹ سب اوس کے آگے کان پکڑتے تھے - سرسوتی
جس کو ہندو کہتے ھیں آدہ شکتی، اون نے بھی اسی سے کچھ گنگنانا
سیکھا تھا - اس کے سامنے چھہ راگ چھتیس راگنیاں آٹھ پہر روپ
بندھوں کا سا دھرے ھوے اس کی سیوا میں ہاتھ جوڑے کھڑی رہتی ھیں -
وہاں اتیتھوں کو یہ کہکر پکارتے تھے بھیرونگر، بیبھاس گر، ہنڈولگر،
میگھ ناتھ کدار ناتھ دیپک داس، جوتی سروپ، سارنگ روپ اور اتیتنیاں†
اس ڈھب سے کہلاتی تھیں، گوجری، ٹوڑی، اساوری، گوری، مالسری، بلاول،
جب چاھتا تھا ادھر میں سنگھاسن پر بیٹھ اوڑائے پھرتا تھا اور نوے لاکھ
اتیت گٹکے اپنے اپنے منہ لئے ھوئے گیروے بستر‡ پہنے جٹا بکھیرے اس کے
ساتھ ھوتے تھے - جس گھڑی راجہ جگت پرکاس کی چٹھی ایک بھگوے$ لے
پہونچتا ہے جوگی مہندر گر ایک جھنگھاڑ مار کر دل بادلوں کو تہلکا دیتا ہے -

---

* فقیروں، درویشوں - † (ن) اتیتنیں ‡ لباس
$ بھاگا ہوا - پناہ گزیں -

باگھمبر پر بیٹھ بھبوت اپنے منہ کو مل کچھ کچھ پڑھنت کرتا ھوا باو کے
گھوڑے کی بیٹھ پر لاگا اور سب اتیت مرگ چھالوں پر بیٹھے ھوئے گٹکے
منہ میں لئے ھوے بول اوٹھے "گورکھ جاگا"۔ ایک آنکھ کی جھپک
میں وہاں آن پہونچتا ہے جہاں دونوں مہاراجوں میں لڑائی ھو رھی
تھی۔ پہلے تو ایک کالی آندھی آئی پھر اولے برسے پھر ایک بڑی آندھی آئی
کسی کو اپنی سدہ بدہ نہ رہی ہاتھی گھوڑے اور جتنے لوگ اور بھیڑ بھاڑ
راجہ سورج بھان کی تھی کچھ نہ سمجھا گیا کدھر گئی اونہیں کون اٹھالے گیا اور
راجہ جگت پرکاس کے لوگوں پر اور رانی کیتکی جی کے لوگوں پر کیوڑے کی
بوندوں کی ننھی ننھی پھار سی پڑنے لگی۔ جب یہ سب کچھ ھو چکا تو گرو جی
نے اپنے اتیتوں سے کہہ دیا اودے بھان سورج بھان، لچھمی باس ان
تینوں کو ہرن ہرنی بنا کے کسی بن میں چھوڑ دو اور جو ان کے ساتھی
ھوں ان سبھوں کو توڑ پھوڑ دو۔ جیسا کچھ گرو جی نے کہا جھٹ پٹ
وہی کیا۔ بپت کا مارا کنور اودے بھان جی اور اس کا باپ مہاراجہ
سورج بھان اور اس کی ما مہارانی لچھمی باس ہرن ہرنی بن بن کی ہری
ہری گھاس کئی برس تک چگتے رہے اور اوس بھیڑ بھڑکے کا تو کچھ تھل
بیڑا نہ ملا جو کدھر گئی اور کہاں تھی۔ یہاں کی یہاں ہی رہنے دو۔ آگے سنو

اب رانی کیتکی کی بات - اور مہاراجہ جگت پرکاس کی سہتی* ان کے گھر کا گھر گرو جی کے پانو پر گرا اور سب نے سر جھکا کر کہا مہاراج یہ آپ نے بڑا کام کیا ہم سب کو رکھ لیا جو آپ آج آنہ پہنچتے تو کیا رہا تھا، سب نے مرمٹنے کی ٹھان لی تھی، ان پاپیوں سے کچھ نہ چلیگی یہ جان لی تھی - راج پاٹ سب ہمارا اب نچھاور کر کے جس کو چاہے دے ڈالیے ہم سب کو اتیت بنا کے اپنے ساتھ لیجیے، راج ہم سے نہیں تھمتا، سورج بھان کے ہاتھ سے آپ نے بچایا اب کوئی ان کا چچا چندر بھان چڑھ آویگا تو کیونکر بچنا ہوگا، اپنے آپ میں تو سکت نہیں پھر ایسی راجہ کا پھٹے منہ، ہم کہاں تک آپ کو ستایا کریں گے - یہ سن کے جوگی مہندر گر نے کہا تم سب ہمارے بیٹا بیٹی ہو، انندیں کرو دندناؤ سکھ چین سے رہو، ایسا وہ کون ہے جو تمہیں آنکھ بھر اور ڈھب سے دیکھ سکے - یہ بگھمبر† اور یہ بھبوت ہم نے تمہیں دیا آگے جو کچھ ایسی گاڑ‡ پڑے تو اس بگھمبر میں سے ایک رونگٹا توڑ کر آگ دھر کے پھونک دیجو، یہ رونگٹا پھونکنے نہ پاویگا جو ہم آن پہنچیں گے - رہا بھبوت سو اس لیئے ہے جو کوئی چاہے جب اسے انجن کرے وہ سب کچھ دیکھ لے اور اسے کوئی نہ دیکھے، جو چاہے کرلے - گرو مہندر گر

---

* سہیلت   † (ن) باگھمبر - شیر کی کھال
‡ سختی، مشکل

جن کے پانو پوجیے اور دھن مہاراج کہیے ان سے تو کچھ چھپاو نہیں، مہاراجہ جگت پرکاس ان کو مورچھل کرتے ہوے رانیوں کے پاس لے گئے۔ سونے روپے کے پھول ہیرے موتی گود بھر بھر سب نے نچھاور کیے اور ماتھے رگڑے۔ انھوں نے سب کی پیٹھیں ٹھوکیں۔ رانی کیتکی نے بھی ڈنڈوت کی پر جی ہی جی میں بہت سی گرو جی کو گالیاں دیں۔ گرو جی سات دن سات راتیں یہاں رہ کے راجہ جگت پرکاس کو سنگاسن میں بٹھا کر اپنے اس بگھمبر پرا سی ڈول سے کیلاس پہاڑ پر آدھمکے۔ راجہ جگت پرکاس اپنے اگلے ڈھب سے راج کرنے لگے۔

(رانی کیتکی کا مدن بان کے آگے رونا، پچھلی باتوں کا دھیان کر کے ہاتھ جی سے دھونا اپنی بولی کی دھن میں:-)

رانی کو بہت سی بے کلی تھی
کب سوجھتی* وہ† بری بھلی تھی

---

* (ن) سوجھتی † (ن) کچھ

چپکے چپکے کراہتی تھی
جینا اپنا نہ چاہتی تھی
کہتی تھی کبھی اری مدن بان
ہے آٹھ پہر مجھے وہی دھیان
یاں پیاس کسے بھلا کسے بھوکھ
دیکھوں ہوں وہی ہرے ہرے روکھ
ٹپکے کا ڈر ہے اب یہ کبھی
چاہت کا گھر ہے اب یہ کبھی
امریوں میں ان کا وہ اترنا
اور رات کا سائیں سائیں کرنا
اور چپکے سے اٹھ کے میرا جانا
اور تیری* وہ چاہ کا جتانا
ان کی وہ اتار انگوٹھی لینی
اور اپنی انگوٹھی ان کو دینی
آنکھوں میں میری وہ پھر رہی ہے
جی کا جو روپ تھا وہی ہے

* (ن) تیرا

کیوں کر انھیں بھولوں کیا کروں میں
ماں باپ سے کب تلک ڈروں میں
اب میں نے سنا ہے اے مدن بان
بن بن کے ہرن ہوئے او دے بھان
چرتے ہوں گے ہری ہری دوب
کچھ تو بھی پسیج سوچ میں ڈوب
میں اپنی گئی ہوں چوکڑی بھول
مت مجھ کو سونگھا یہ ڈھڈھے* پھول
پھولوں کو اٹھا کے یہاں سے لے جا
سو ٹکڑے ہوا میرا کلیجا
بکھرے جی کو نہ کر اکٹھا
ایک گھاس کا لا کے رکھ دے گٹھا
ہریالی اسی کی دیکھ لوں میں
کچھ اور تو تجھ کو کیا کہوں میں
ان آنکھوں میں ہے بھڑک ہرن کی
پلکیں ہوئیں جیسی گھاس بن کی

* شوخ رنگ کے پھول

جب دیکھئے ڈبڈبا رہی ہیں
اوسیں آنسو کی چھا رہی ہیں
یہ بات جو جی میں گڑ گئی ہے
ایک اوس سی مجھ پہ پڑ گئی ہے

اسی ڈول سے جب اکیلی ہوتی تھی تب مدن بان کے ساتھ ایسے ہی موتی پروتی تھی —

(بھبوت مانگنا رانی کیتکی کا اپنی ماں رانی کام لتا سے آنکھ مچول کھیلنے کے لئے اور روٹھ رہنا اور راجہ جگت پرکاس کا بلانا اور پیار سے کچھ کچھ کہنا اور وہ بھبوت دینا)

ایک رات رانی کیتکی نے اپنی ماں کام لتا سے بھلاوے میں ڈال کے یہ پوچھا گروجی گسائیں مہندر گر نے جو بھبوت باپ کو دیا تھا وہ کہاں رکھا ھوا ہے اور اس سے کیا ھوتا ہے۔ اس کی ماں نے کہا میں تیری واری تو کیوں پوچھتی ہے۔ رانی کیتکی کہنے لگی آنکھ مچول کھیلنے کے لئے چاہتی ہوں، جب اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھیلوں اور چور بنوں تو کوئی مجھ کو پکڑ نہ سکے۔ رانی

کام لتا نے کہا وہ کھیلنے کے لیئے نہیں ہے، ایسے لٹکے کسی برے دن کے سمبھال لینے کو ڈال رکھتے ہیں- کیا جانے کوئی گھڑی کیسی ہے، کیسی نہیں- رانی کیتکی اپنی ماں کی اس بات سے اپنا منہ تھتھا کے اوٹھ گئی اور دن بھر بن کھاے پیئے پڑی رہی مہاراج نے جو بلایا تو کہا مجھے رچ* نہیں- تب رانی کام لتا بول اٹھیں اجی کچھ تم نے سنا بھی، بیٹی تمھاری آنکھ مچول کھیلنے کے لیئے وہ بھبوت گروجی کا دیا ھوا مانگتی تھی، میں نے نہ دیا اور کہا لڑکی یہ لڑکپن کی باتیں اچھی نہیں، کسی برے دن کے لیئے گروجی دے گئے ہیں- اسی پر مجھ سے روٹھی ہے، بہتیرا بہلاتی پھسلاتی ھوں، مانتی نہیں- مہاراج نے کہا بھبوت تو کیا مجھے تو اپنا جی بھی اس سے پیارا نہیں، اس کی ایک گھڑی بھر کے بہل جانے پر ایک جی تو کیا جو لاکھ جی ھوں تو دے ڈالیئے، رانی کیتکی کو ڈبیا میں سے تھوڑا سا بھبوت دیا- کئی دن تلک آنکھ مچول اپنے ماں باپ کے سامنے سہیلیوں کے ساتھ کھیلتی، سب کو ہنساتی رہتی، جو سو سو تھال موتیوں کے نچھاور ھوا کیئے کیا کہوں ایک چہل تھی جو کہیئے تو کروڑوں پوتھیوں میں جیوں کے تیوں نہ آسکے —

---

* اشتہا

(رانی کیتکی کا چاہت سے بیکل ہوا پھرنا
اور مدن بان کا ساتھ دینے سے نہیں کرنا)

ایک رات رانی کیتکی اسی دھیان میں اپنی مدن بان سے کہہ اٹھی اب میں نگوڑی لاج سے کٹ گرتی ہوں تو میرا ساتھ دے۔ مدن بان نے کہا کیوں کر، رانی کیتکی نے وہ بھبوت کا لینا اسے جتایا* اور یہ سنایا سب یہ آنکھ مچول کی جھپیں میں نے اسی دن کے لئے کر رکھیں تھیں۔ مدن بان کہنے لگی میرا کلیجہ تھرتھرانے لگا اے† یہ مانا تم اپنی آنکھوں میں اس بھبوت کا انجن کرلو گی اور میرے بھی لگا دو گی تو ہمیں تمہیں کوئی نہ دیکھے گا اور ہم تم سب کو دیکھیں گے، پر ایسے ہم کہاں سے جی چلے ہیں جو بن لئے ساتھ جو بن ساتھ بن بن بھٹکا کریں اور ہرنوں کے سینگوں میں دونوں ہاتھ ڈال کے لٹکا کریں اور جس کے لئے یہ سب کچھ ہے سو وہ کہاں اور ہووے تو کیا جانے جو یہ رانی کیتکی جی اور یہ مدن بان نگوڑی نچی کھسوٹی ان کی سہیلی ہے۔ چھولھے اور بھاڑ میں جاے یہ چاہت

* (ن) چتا دیا   † (ن) میں

جس کے لئے ماں باپ راج پاٹ سکھ نیند لاج کو چھوڑ کر ندی کے کچھاڑوں میں پھرنا پڑے سو بھی بے ڈول جو وہ اپنی روپ میں ہوتے تو بھلا تھوڑا بہت کچھ آسرا تھا۔ نہ جی یہ ہم سے نہ ہو سکے گا، مہاراج جگت پرکاس اور مہارانی کام لتا کا ہم جان بوجھ کر گھر اجاڑیں اور بہکا کے ان کی بیٹی جو اکلوتی لاڈلی ہے اس کو لے جاویں اور جہاں تہاں اسے بھٹکا بناس پتی کھلاویں اور اپنے چونڈے کو ہلاویں۔ اے جی اس دن تمہیں یہ بوجھ نہ آئی تھی جب تمہارے اور اس کے ماں باپ میں لڑائی ہو رہی تھی اس نے اس مالن کے ہاتھ تمہیں لکھ بھیجا تھا بھاگ چلیں تب تو اپنی منہ کی پیک سے اس کی چٹھی کی پیٹھ پر جو لکھا تھا سو کیا بھول گئی۔ تب تو وہ تاؤ بھاؤ دکھایا تھا اب جو وہ کنور اودے بھان اور ان کے ما باپ تینوں جنے بن بن کے ہرن ہرنی بنے ہوے کیا جانئے کدھر ہونگے کہ ان کی دھیان پر وہ کر بیٹھی جو کسی نے تمہارے گھرانے بھر میں نہیں کی۔ اس بات پر ماٹی ڈال دو نہیں تو پچھتاؤ گی اور اپنا کیا پاؤ گی۔ مجھ سے تو کچھ نہ ہو سکے گا۔ تمہاری کچھ اچھی بات ہوتی ہو تو جیتے جی میرے منہ سے نہ نکلتی پر یہ بات میرے پیٹ میں نہیں پچ سکتی۔ تم ابھی الھڑ

ھو تم نے کچھ دیکھا نہیں جو اسی بات پر تمھیں سچ مچ ڈھلتا دیکھوں گی تو تمھارے ماں باپ سے کہہ کر وہ بھبوت جو موا نگوڑا بھوت مچھندر کا پوت ابدھوت دیگیا ہے ہاتھہ مرڑوا کے چھنوا لوں گی - رانی کیتکی نے یہ رکھائیاں مدن بان کی سنکر ہنس کے ٹال دیا اور کہا جس کا جی ہاتھہ میں نہو وہ* ایسی ایسی لاکھوں سوچتی ہے پرکہنے اور کرنے سے بہت سا پھیر ہے، یہ بھلا کوئی اندھیر ہے، جو ماں باپ کو چھوڑ ہرنوں کے لیۓ† پڑی دوڑتی پھروں - پر اری تو بڑی باولی چڑیا ہے جو تو نے یہ بات ٹھیک ٹھاک کر جان لی اور مجھہ سے لڑنے لگی -

(رانی کیتکی کا بھبوت آنکھوں میں لگا کر گھر سے
باہر نکل جانا اور سب چھوٹے بڑوں کا تلملانا)

دس پندرہ دن پیچھے ایک رات رانی کیتکی بن کہے مدن بان کے وہ بھبوت آنکھوں میں لگا کر گھر سے باہر نکل گئی- اور کچھہ

---

* (ن) ایسے ایسی لاکھوں سوجھتی ھے -
† (ن) پیچھے دوڑتی کرچھال مارتی ·

کہنے میں نہیں آتا جو ماں باپ پر ہوئی - یہ بات ٹھہرا دی گرو جی نے کچھ سمجھ کر رانی کیتکی کو اپنے پاس بلا لیا ہوگا مہاراجہ جگت پرکاس اور مہارانی کام لتا راج پاٹ سب کچھ اس بروگ* میں چھوڑ چھاڑ ایک پہاڑ کی چوٹی پر جا بیٹھے اور کسی کو اپنے لوگوں میں سے راج تھامنے کے لئے چھوڑ آے† - تب مدن بان نے وہ سب باتیں کھولیاں - رانی کیتکی کے ماں باپ نے یہ کہا اری مدن بان جو تو بھی اس کے ساتھ ہوتی‡ تو کچھ ہمارا جی ٹھہرتا - اب جو وہ تجھے لے جائیں تو، تو کچھ ہچر مچر نہ کیجیو، ان کے ساتھ ہو لیجو، جتنا بھبوت ہے تو اپنے پاس رکھ ہم کیا اس راکھ کو چولہے میں ڈالیں گے، گرو جی نے تو دونوں راجوں کا کھوج کھو دیا، کنور اودے بھان اور اس کے ماں باپ دونوں بے ٹھور$ رہے اور جگت پرکاس اور کام لتا کو یوں تلپٹ کیا - بھبوت نہ ہوتا تو یہ باتیں کاہے کو سامنے آتیں - ندان مدن بان بھی ان کے ڈھونڈھنے کو نکلی، انجن لگاے ہوے کیتکی، رانی کیتکی، کہتی ہوئی چلی جاتی تھی - بہت دنوں پیچھے کہیں رانی کیتکی بھی ہرنوں

---

* جدائی † (ن) گئیے -

‡ (ن) تو ایک سے دو بھلی تھی - $ بے ٹھکانے

کی ڈاروں میں اودے بھان، اودے بھان، جھنگھارتی ھوئی آنکلی - جو ایک نے ایک کو تاڑ کر یوں پکارا اپنی اپنی آنکھیں دھو ڈالو، ایک ڈبرے پر بیٹھ کر دونوں کی مٹ بھیڑ ھوئی، گلے مل کے ایسی روئیاں جو پہاڑوں میں کوک سی پڑ گئی-

دوہا اپنی بولی کا

چھا گئی ٹھنڈی سانس جھاڑوں میں
پڑ گئی کوک سی پہاڑوں میں

دونوں جنیاں ایک ٹیلے پر اچھی سی چھاں تاڑ کے آبیٹھیاں اپنی اپنی باتیں دھرانے لگیں-

(بات چیت رانی کیتکی کی مدن بان سے)

رانی کیتکی نے اپنی بیتی سب کہی اور مدن بان وھی اگلا جھینکنا جھینکا کی اور ان کے ماں باپ نے ان کے لئے جو جوگ سادھا اور جو بروگ لیا تھا سب کہا - جب مدن بان یہ سب کہہ چکی تو پھر ہنسنے لگی - رانی کیتکی یہ دوہا لگی پڑھنے-

ہم نہیں ہنسنے کو رکتے جس کا جی چاہے ہنسے
ہے وہی اپنی کہاوت آ پھنسے جی آ پھنسے

اب تو اپنے بیچھے سارا جھگڑا جھانٹا لگ گیا
پاؤں کا کیا ڈھونڈھتی ہے جی میں کانٹا لگ گیا

مدن بان کچھ رانی کیتکی کے آنسو پونچھتے سے چلی - ان نے یہ بات ٹھہرائی جو تم کہیں ٹھہرو تو میں تمہارے اجڑے ہوے ماں باپ کو چپ چاپ یہیں لے آؤں اور انہیں سے یہ بات ٹھہراؤں- گسائیں مہندر گر جس کے یہ سب کرتوت ہیں وہ بھی انہیں دونوں اجڑے ہووں کی مٹھی میں ہے- اب بھی جو میرا کہا تمہارے دھیان چڑھے تو گئے ہوے دن پھر پھر سکتے ہیں، پر تمہاری کچھ بھاوےں نہیں، ہم کیا پڑے بکتے ہیں- میں اس پر بیڑا اٹھاتی ہوں- بہت دنوں میں رانی کیتکی نے اس پر اچھا کہا اور مدن بان کو اپنے ماں باپ کے پاس بھیجا اور چٹھی اپنے ہاتھ سے لکھ بھیجی جو آپ سے کچھ ہو سکے تو اس جوگی سے یہ ٹھہرا کے آویں-

(مہاراج اور مہارانی کے پاس مدن بان
کا پھر آنا اور چت چاہی بات کا سنانا)

مدن بان رانی کیتکی کو چھوڑ کر راجہ جگت پرکاس اور رانی

کام لتا جس پہاڑ پر بیٹھے ہوے تھے وہاں جھٹ سے آدیس* کرکے
آکھڑی ہوتی ہے اور کہتی ہے لیجیئے آپ کا گھر نئے سر سے بسا اور
اچھے دن آے رانی کیتکی کا ایک بال بھی بیکا نہ ہوا، انہیں کے
ہاتھ کی یہ چٹھی لائی ہوں آپ پڑھ لیجیئے آگے سو چاہے سو کیجیئے۔
مہاراج نے اسی بگھمبر میں سے ایک رونگٹا توڑ کر آگ پر دھر
دیا۔ بات کی بات میں گسائیں مہندر گر آپہنچے اور جو کچھ یہ نیا
سانگ جوگی اور جوگن کا آیا تھا آنکھوں دیکھا۔ سب کو چھاتی سے
لگایا اور کہا بگھمبر اسی لئے میں سونپ گیا تھا جو تم پر کچھ ہووے
تو اس کا ایک رونگٹا پھونک دیجو۔ تمہارے گھر کی یہ گت ہوگئی
اب تک تم کیا کر رہے تھے اور کن نیندوں سو رہے تھے۔ پر تم
کیا کرو وہ کھلاڑی جو روپ چاہے سو دیکھاوے، جو جو ناچ چاہے
سو نچاوے، بھبوت لڑکی کو کیا دینا تھا۔ ہرن ہرنی اودے بھان
اور سورج بھان اس کے باپ کو اور لچھمی باس کو میں نے کیا تھا،
میرے آگے ان تینوں کو جیسے کا تیسا کرنا کچھ بڑی بات نہ تھی۔
اچھا، ہوئی سو ہوئی، اب چلو اٹھو، اپنے راج پر براجو اور بیاہ کا ٹھاٹھ
کرو۔ اب تم اپنی بیٹی کو سمیٹو، کنور اودے بھان کو میں نے

---

* جوگیوں کا سلام۔

اپنا بیٹا کیا اور اس کو لیکے میں بیاھنے چڑھوں گا۔ مہاراج یہ سنتے ہی اپنے راج کی گدی پر آبیٹھے اور اسی گھڑی کہہ دیا سارے جھنڈوں کو اور کوٹھوں کو گوٹے سے منڈھ لو اور سونے روپے کے روپہلے سنہرے سب جھاڑ اور پہاڑوں پر باند دو اور پیڑوں میں موتی کی لڑیاں گوندھو اور کہہ دو چالیس دن چالیس رات تک جس گھر ناچ آٹھ پہر نہ رہے گا اس گھر والے سے میں روٹھ رہوں گا اور جانوں گا یہ میرے دکھ سکھ کا ساتھی نہیں۔ چھ مہینے جد* کوئی چلنے والا کہیں نہ ٹھہرے اور رات دن چلا جاے اس ہیر پھیر میں وہ راج سب کہیں تھا، یہی ڈول ہو گیا۔

(جانا مہاراج اور مہارانی اور گسائیں مہندر گر کا رانی کیتکی کے لینے کے لیے)

پھر گرو جی اور مہاراج اور مہارانی، مدن بان کے ساتھ وہاں آپہونچے جہاں رانی کیتکی چپ چاپ سن کھینچی بیٹھی تھی۔ گرو جی نے رانی کیتکی کو اپنے گود میں لیکے کنور اودے بھان کا چڑھاوا چڑھا دیا اور کہا تم

---

* جب

اپنے ماں باپ کے ساتھ اپنے گھر سدہارو، اب میں اپنے بیٹے کنور اودے بھان کو لئے آتا ہوں۔ گروجی گسائیں جن کو ڈنڈوت ہے سو تو یوں سدہارتے ہیں آگے جو ہوگی سو کہنے میں آوے گی، یہاں کی یہ دہوم دہام اور پھیلاوا دھیان کیجے۔ مہاراجہ جگت پرکاس نے اپنے سارے دیس میں کہا یہ پکار دیں جو یہ نہ کرے گا اس کی بری گت ہوگی۔ گانو میں آمنے سامنے تر پولئے بنا بنا کے سوہے* کپڑے ان پر لگادو اور گوٹ دھنک کی اور گوکھرو روپہلی سنہری اور کرنیں اور ڈانک ٹانک ٹانک رکھو اور جتنے برٹھ پیپل کے پرانے پرانے پیڑ جہاں جہاں ہوں ان پر گوٹوں کے پھولوں کے سہرے ہرے بھرے ایسے جس مین سر سے لگا جڑ تک ان کی ٹھلک اور جھلک پہونچے باندہ دو۔ پودوں نے رنگا کے سوہے جوڑے پہنے، سو پانوں ڈالیوں نے توڑے پہنے۔ بوٹی بوٹی نے پھول پھل کے گہنے، جو بہت نہ تھے تو تھوڑے پہنے، جتنے ڈھڈھے اور ہریاول میں لہلہے پات تھے اپنے اپنے ہاتھ میں پچھی مہندی کی چاوٹ سجاوٹ کے ساتھ جتنی سماوٹ میں سما سکی کرلی اور جہاں تک نول † بیاہی دلہن ننھی ننھی پھلیوں کے اور

---

* لال † نئی

سہاگنیں نئی نئی کلیوں کے جوڑے پنکھڑیوں کے پہنے ہوئی تھیں،
سب نے اپنی اپنی گود سہاگ پیار کے پھول اور پھلوں سے بھر لی
اور تین برس کا پیسا جو لوگ دیا کرتے تھے اس راجہ کے راج
بھر میں جس جس ڈھب سے ہوا کھیتی باڑی کر کے، ہل جوت
کے اور کپڑا لتا بیچ کھونچ کے، سو سب ان کو چھوڑ دیا۔ اپنے
گھروں میں بناؤ کے ٹھاٹھ کریں اور جتنے راج بھر میں کوئیں
تھے کھنڈ سالوں کی کھنڈ سالیں لے جا ان میں اونڈیلیں گئیں
اور سارے بنوں میں اور پہاڑ تلیوں میں لالٹینوں کی بہار جھم
جھماہٹ راتوں کو دیکھائی دینے لگی، اور جتنی جھیلیں تھیں ان
سب میں کسم اور ٹیسو اور ہار سنگار تیر گیا اور کیسری بھی
تھوڑی تھوڑی گھولنے میں آ گئی اور پھننگ سے لگا جڑ تک جتنے
جھاڑ جھنکاڑوں میں پتے اور پتوں کے بندھے چھوٹے تھے ان
میں روپہلے سنہرے ڈانک گوند لگا لگا کے چپکا دئے اور کہہ دیا گیا
جو سوہی پگڑی اور سوہے باگے بن کوئی کسی ڈول کسی روپ
سے نہ پھرے چلے اور جتنے گوئے، نچوئے* بھانڈ بھگتیے، ڈھاڑی،
راس دھاری اور سنگیت ناچتے ہوے ہوں سب کو کہہ دیا،

---

* (ن) نچنئیے

جن جن گانوں میں جہاں جہاں ہوں اپنے اپنے ٹھکانوں سے نکل کر اچھے اچھے بچھونے بچھا کر گاتے بجاتے دھومیں مچاتے ناچتے کودتے رہا کریں۔

(ڈھونڈھنا گوسائیں مہندر گر کا کنور اودے بھان
اور اس کے ماں باپ کو اور نہ پانا اور بہت سا
تلملانا اور راجہ اندر کا اس کی چٹھی پڑھ کے آنا)

یہاں کی بات اور چہلیں جو کچھ ہیں سو یہیں رہنے دو اب آگے یہ سنو۔ جوگی مہندر گر اور اس کے نوے لاکھ اتیتوں نے سارے بن کے بن چھان مارے کہیں کنور اودے بھان اور اس کے ماں باپ کا ٹھکانا نہ لگا، تب ان نے راجہ اندر کو چٹھی لکھ بھیجی۔ اس چٹھی میں یہ لکھا ہوا تھا۔ تینوں جنوں کو میں نے ہرن اور ہرنی کر ڈالا تھا اب ان کو ڈھونڈھتا پھرتا ہوں کہیں نہیں ملتے اور میری جتنی سکت تھی اپنے سے کر چکا ہوں اور اب میرے منہ سے نکلا کنور اودے بھان میرا بیٹا اور میں اس کا باپ۔ سسرال میں سب بیاہ کے ٹھاٹھ ہو رہے ہیں اب مجھ پر بہت گاڑھ* ہے

* مشکل

جو تم سے ہو سکے سو کرو۔ راجہ اندر گرو مہندر گر کے دیکھنے کو سب اندراسن* سمیت آپ آن پہنچا ہے اور کہتا ہے جیسا آپ کا بیٹا تیسا† میرا بیٹا۔ آپ کے ساتھ میں سارے اندر لوک کو سمیٹ کے کنور اودے بھان کو بیاھنے چڑھوں گا۔ گسائیں مہندر گر نے راجہ اندر سے کہا ہماری آپ کی ایک ہی بات ہے پر کچھ ایسی سوجھایے' جس میں وہ اودے بھان ہاتھ آویں یہاں جتنے گوئیے اور گائنیں ہیں ان سب کو ساتھ لیکے ہم اور آپ سارے بنوں میں پھریں کہیں نہ کہیں ٹھکانا لگ جاے گا —

(ہرن اور ہرنیوں کے کھیل کا پکڑنا اور
نئے سر سے کنوراودے بھان کا روپ پکڑنا)

ایک رات راجہ اندر اور گسائیں مہندر گر نکھری ہوئی چاندنی میں بیٹھے راگ سن رہے تھے کروڑوں ہرن آس پاس ان‡ کے راگ کے دھیان میں چوکڑی بھولے سر جھکائے کھڑے تھے۔ اس میں راجہ اندر نے کہا کہ سب ہرنوں پر پڑھ کے میری سنگت گرو

* اندر کا تخت - اندر کا اکھاڑا - † (ن) ویسا -
‡ (ن) آن -

کے بھگت پھر و منتر ایسری* باچا، ایک ایک چھینٹا پانی کا دو - کیا جانے وہ پانی کیا تھا پانی کے چھینٹے کے ساتھ ہی کنور اودے بھان اور ان کے ماں باپ تینوں جنے ہرنوں کا روپ چھوڑ کر جیسے تھے ویسے ہو جاتے ہیں - مہندر گر اور راجہ اندر ان تینوں کو گلے لگاتے ہیں اور پاس اپنے بڑی آؤ بھگت سے بٹھاتے ہیں اور وہی پانی کا گھڑا اپنے لوگوں کو دیکر وہاں پہنچوا† دیتے ہیں جہاں سر منڈواتے ہی اولے پڑے تھے - راجہ اندر کے لوگ جو پانی کے چھینٹے وہی ایسری باچ پڑھ کے دیتے ہیں جو جو مر مٹے تھے سب اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور جو جو ادھموے ہو کے بھاگ بچے تھے سب سمٹ آتے ہیں - راجہ اندر اور مہندر گر کنور اودے بھان اور راجہ سورج بھان اور رانی لچھمی باس کو لیکر ایک اڑن کھٹولے پر بیٹھ کر بڑی دھوم دھام سی ان کے‡ اپنے راج پر بیٹھا کر بیاہ کے ٹھاٹھ کرتے ہیں، پنسیریوں ہیرے موتی ان سب پر نچھاور ہوتے ہیں - راجہ سورج بھان اور اودے بھان اور ان کی ماں رانی لچھمی باس چت چاہی آس پا کر پھولے اپنے آپ

* (ن) ایسرو باچ ‏ † (ن) پہنچھا - ‏ ‡ (ن) کو -

میں نہیں سماتے اور سارے اپنے راج کو یہی کہتے جاتے ہیں
جوڑے * بھونرے کے منہ کھول دو اور جس جس کو جو جو اکت +
سوجھے بول دو - آج کے دن سے اور کون سا دن ہوگا ہماری
آنکھوں کی پتلیوں کا جس سے چین ہے - اس لاڈلے اکلوتے کا
بیاہ اور ہم تینوں کا ہرنوں کے روپ سے نکل کر پھر راج پر
بیٹھنا - پہلے تو یہ چاہیئے جن جن کی بیٹیاں بن بیاہیاں کنواریاں
بالیاں ہوں ان سب کو اتنا کر دو کہ جو اپنی جس جس چاؤ چوچ
سے چاہیں اپنی اپنی گڑیاں سنوار کے اٹھا دیں اور جب تلک جیتی
رہیں ہماری یہاں سے کھایا پیا پکایا رندھا کریں اور سب راج بھر
کی بیٹیاں سدا سہاگنیں بنی رہیں اور سوہے رائے ‡ چھٹ کبھی
کوئی کچھ نہ پہنا کریں اور سونے روپے کے کواڑ گنگا جمنی سب
گھروں میں لگ جائیں - سب کوٹھوں کے ماتھوں پر کیسر اور
چندن کے ٹیکے لگے ہوں اور جتنے پہاڑ ہمارے دیس میں ہوں اتنے اتنے
ہی روپے سونے کے پہاڑ آمنے سامنے کھڑے ہو جائیں اور سب
ڈانگوں $ کی چوٹیاں موتیوں کی مانگ سے بن مانگے بھر جائیں

---

* کھتے - تہ خانے -   + مشکل -   ‡ سرخ -
$ پہاڑ کی چوٹی -

اور پھولوں کے گہنے اور بندن واروں سے سب جھاڑ پہاڑ لدے پھندے رہیں اور اس راج سے لگا اس راج تک ادھر میں چھت سی باندھ دو چپا چپا کہیں نہ رہے جہاں بھیڑ بھڑکا دھوم دھڑکا نہ ہونا چاہیئے۔ پھول اتنے بہت سارے کھنڈ جائیں جو ندیاں جیسی سچ مچ پھول کی بہتیاں ہیں یہ سمجھا جاے۔ اور یہ ڈول کر دو جدھر سے دولھا کو بیاہنے چڑھیں سب لالڑی اور ھیرے اور پکھراج کی ادھر ادھر کنول کی ٹٹیاں بن جائیں اور کیاریاں سی ہو جائیں، جن کے بیچوں بیچ سے ہو نکلیں اور کوئی ڈانگ اور پہاڑ تلی کا اتار چڑھاؤ ایسا دیکھائی نہ دے جس کی گود پکھرونوں اور پھول پھلوں سے بھری بھتولی نہ ہو۔

(راجہ اندر کا ٹھاٹھہ کرنا اودے بھان کے بیاھنے کے لیئے)

راجہ اندر نے کہہ دیا وہ رنڈیاں چلبلیاں جو اپنے مدہ مین اڑ چلیاں ہیں ان سے کہہ دو سولہ سنگار بال بال گج موتی پرود، اپنے اپنے اچرج اور اچنبھے کے اڑن کھٹولوں کے اس راج سے اس راج تک ادھر میں چھت سی باندھ دو، پر کچھہ ایسے روپ سے اوڑ چلو

جو ارن کھٹولوں کی کیاریاں اور پھلواریاں سی سیکڑوں کوس تک ہو جائیں اور اوپر ہی اوپر مردنگ، بین جلترنگ، منہ چنگ، گھونگھرو، تبلے، کٹ تال* اور سیکڑوں اس ڈھب کے انوکھے باجے بجتے آئیں اور ان کیاریوں کے بیچ میں ہیرے پکھراج ان بندھے موتیوں کے جھاڑ اور لال ٹیٹنوں کی بھیڑ بھاڑ کی جھم جھماہٹ دیکھائی دے اور انہیں لال ٹیٹنوں میں سے ہتھپھول، پھلجھڑیاں جاہی، جوہیاں، کدم، گیندا، چنبیلی اس ڈھب سے چھوٹے کہ دیکھتوں کی چھاتیوں کے کواڑ کھل جائیں اور پٹاخے جو اچھل اچھل کے پھوٹیں ان میں سے ہنستی سپاری اور بولتے پکھروٹے ڈھل ڈھل پڑیں اور جب تم سب کو ہنسی آوے تو چاہیئے اس ہنسی کے ساتھ موتی کی لڑیاں جھڑیں جو سب کے سب ان کو چن چن کے راج راجے ہو جاویں۔ ڈومنیوں کے روپ میں سارنگیاں چھیڑ چھیڑ سوہیلے گاؤ، دونوں ہاتھ ہلاؤ، انگلیاں نچاؤ، جو کسی نے نہ سنے ہوں وہ تاؤ بھاؤ آؤ جاؤ راؤ چاؤ دکھاؤ۔ ٹھڈیاں گپکپاؤ اور ناک بھویں تان تان بھاؤ بتاؤ، کوئی پھوٹ کر رہ نہ جاؤ۔ ایسا بھاؤ جو لاکھوں برس میں ہوتا ہے، جو جو راجہ اندر نے

---

* (ن) کرتال

اپنے منہ سے نکالا تھا آنکھ کے جھپک کے ساتھ وہی ہونے لگا اور جو کچھ ان دونوں مہاراجوں نے ادھر ادھر کہہ دیا تھا سب کچھ اسی روپ سے ٹھیک ٹھاک ہوگیا۔ جس بیاھنے کی یہ کچھ پھیلاوٹ اور جماوٹ اور رچاوٹ اوپر تلے اس جگھٹے کے ساتھ ہو کہ اس کا اور کچھ پھیلاوا کیا کچھ ہوگا یہ دھیان کرلو۔

(ٹھاٹھ گسائیں مہندر گر کا)

جب کنور اودے بھان اس روپ سے بیاھنے چڑھے اور وہ باھمن جو اندھیری کوٹھری میں موندا ھوا تھا اس کو بھی ساتھ لے لیا اور بہت سے ہاتھ جوڑے اور کہا باھمن دیوتا ہمارے کہنے سننے پر نہ جاؤ، تمھاری جو ریت ہوتی چلی آئی ہے بتاتے چلو۔ ایک اڑن کھٹولے پر وہ بھی ریت بتانے کو ساتھ ھوا۔ راجہ اندر اور گسائیں مہندر گر ایراوت* ہاتھی پر جھومتے جھامتے دیکھتے بھالتے سارا اکھاڑا لئے چلے جاتے تھے۔ راجہ سورج بھان دولہے کے گھوڑے کے ساتھ مالا جپتا ھوا پیدل تھا۔ اتنے میں ایک سناٹا

* اندر کے ھاتھی کا نام

ہوا سب گھبرا گئے۔ اس سناٹے میں سے وہ جو جوگی کے نوے لاکھ اتیت بنے تھے سب کے سب جوگی بنے ہوئے موتیوں کی لڑیوں کی سیلی گلوں میں ڈالے گاتیاں اسی ڈھب کی باندھے، مرگ چھالوں اور بگھمبروں پر آ ٹپکے۔ انہوں* کے جیوں میں جتنی امنگیں چھا رہی تھیں وہ جوگنی پجگنی ہو گئیں۔ سکھپال اور چنڈولوں پر اور رتھوں پر جتنی رانیاں مہارانی لچھمی باس کے پیچھے چلی آتی تھیں سب کو گدگدیاں سی ہونے لگیں۔ اس میں کہیں بھرتری کا سانگ آیا، کہیں جوگی جے پال آکھڑے ہوئے، کہیں مہادیو جی اور پاربتی جی دیکھائی پڑے، کہیں گورکھ جاگے، کہیں مچھندر ناتھ بھاگے، کہیں مچھ، کچھ، براہ، سنمکھ ہوئے، کہیں پرسرام کہیں باون روپ کہیں ہرناکس اور نرسنگھ، کہیں رام لچھمن سیتا سامنے آئے، کہیں راون اور لنکا کا بکھیڑا سارے کا سارا دیکھائی دینے لگا، کہیں کنہیا جی کا جنم اشٹمی ہونا اور باسدیو کا گوکل لے جانا اور ان کا اس روپ سے بڑھ چلنا اور گائیں چرانی اور مورلی بجانی اور گوپیوں سے دھومیں مچانی اور رادھا کا رس کبجا کا بس کرلینا، کہیں بنسی بٹ، چیر گھاٹ، بندرا بن، کریل کی کنج

---

* (ن) لوگوں

بندرا بن سیوا گنج برسانے میں رہنا اور اس کنہیا سے جو جو کچھ ہوا تھا سب کا سب جیوں کا تیوں آنکھوں میں آنا اور دوارکا میں جانا اور وہیں سونے کے گھر بنانا اور پھر برج کو نہ آنا اور سولہ سو گوپیوں کا تلملانا سامنے آگیا۔ ان گوپیوں میں سے اودھو کا ہاتھ پکڑ کر ایک گوپی کے اس کہنے نے سب کو رولا دیا جو اس ڈھب سے بول کے روندھے ہوئے جی کو کھولتی تھی۔

کبت

جب چھانڑ کریل کی کنجن کوں ہری دوارکا جیو ماں جاے بسی
*مگدھوت کے دھام بناے کہنے مہاراجن کے مہاراج بھئے
تج مور مکٹ اور کامریا† کچھو اور ہی ناتے جور لئے
دھرے روپ نئے کئے نیہہ نئے اور گیاں چرائیو بھول گئے

اچھا پنا گھاٹوں کا

جتنے گھاٹ دونوں راج کی ندیوں میں تھے کچھی چاندی کے تھکے سے ہو کر لوگوں کو ہکا بکا کر رہے تھے۔ نوارٹے، بھولیے، بجرے

* (ن) کل دھوت۔ † (بمعنی کمبلی)۔

لچکے، مور پنکھی، سونا مکھی، سیام سندر، رام سندر اور جتنی ڈھب کی ناویں تھیں ستھرے روپ سے سجی سجائی، کسی کسائی سو سو لچکیں کھاتیاں آتیاں جاتیاں لہراتیاں پڑی پھرتیاں تھیں۔ ان سب پر یہی گوییے، کنچنیاں، رام جنیاں، ڈومنیاں، کھچا کھچ بھری اپنے اپنے کرتب میں ناچتی، گاتی بجاتی، کودتی پھاندتی، دھومیں مچاتیاں، انگڑائیاں جمھائیاں، انگلیاں نچاتیاں اور ڈھلی پھرتیاں تھیں اور کوئی ناو ایسی نہ تھی جو سونے روپے کے پتروں سے منڈی ہوئی اور اساوری* سے ڈھکی ہوئی نہ ہو اور بہت سی ناوں پر ہنڈولے بھی اسی ڈھب کے، ان پر گائنیں بیٹھی جھولتی ہوئیں سوہے کدارے اور باگیسری کانہڑے میں گا رہیں تھیں۔ دل بادل ایسے نواڑوں کے سب جھیلوں میں بھی چھا رہے تھے۔

(آ پہنچنا کنور اودے بھان کا بیاہنے کے
ٹھاٹھ کے ساتھ دلہن کی ڈیوڑھی پر)

اس دھوم دھام کے ساتھ کنور اودے بھان سہرا باندھے جب

---

* ریشمی کپڑا۔

دلہن کے گھر تلک آن پہنچا اور جو ریتیں ان کے گھرانے میں ہوتی چلی آتیاں تھیں ہونے لگیاں، مدن بان رانی کیتکی سے ٹھٹھولی کرکے بولی "اب سکھہ سمیٹئے بھر بھر جھولی، سر نہوڑائے کیا بیٹھی ہو: آو، نہ ٹک ہم تم مل کے جھروکوں سے انہیں جھانکیں"۔ رانی کیتکی نے کہا "اری ایسی نلجی باتیں ہم سے نہ کر، ایسی ہمیں کیا پڑی جو اس گھڑی ایسی کڑی جھیل کر ریل پیل میں اٹھیں* اور تیل پھلیل میں بھری ہوئی ان کے جھانکنے کو جا کھڑی ہوں"۔ مدن بان اس رکھائی کو اوٹن گھائی کے انٹیوں میں کر بولی۔ دوہے اپنی بولی میں۔

دوہا

یوں تو دیکھو واچھڑے جی واچھڑے
ہم سے اب آنے لگی ہیں آپ یوں مہرے کڑے
چھان مارے بن کے بن تھے آپ نے جن کے لئے
وہ ہرن جو بن کے مدہ میں ہیں بنے دولہ کھڑے
تم نہ جاو دیکھنے کو جو انہیں، کچھ بات ہے
جھانکتے اس دھیان میں ہیں ان کو سب چھوٹے بڑے

---

* (ن) اس ایڈیشن

ہے کہاوت "جی کو بھاوے یوں ہی پر منڈیا ہلائے"
لے چلیں گے آپ کو ہم ہیں اسی دھن پر اڑے
سانس ٹھنڈی بھر کے رانی کیتکی بولی کہ سچ
سب تو اچھا کچھ ھوا پر اب بکھیڑے میں پڑے

(واری پھیری ہونا مدن بان کا رانی کیتکی پر اور
اس کی باس کا سونگھنا اور انیدے پن سے اونگھنا)

اس گھڑی کچھ مدن بان کو رانی کیتکی کے ماںجھے کا جوڑا اور بھینا بھیناپن اور انکھڑیوں کا لجانا اور بکھرا بکھرا جانا بھلا لگ گیا تو رانی کیتکی کی باس سونگھنے لگی اور اپنی آنکھوں کو ایسا کرلیا جیسے کوئی کسی کو اُنگھنی لگتی ہے سر سے لگا پانوں تک واری پھیری ھوکے تلوے سہلانے لگی، رانی کیتکی جھٹ سے دھیمے سے ہنس کے لچکے کے ساتھ اٹھی۔ مدن بان بولی میرے ہاتھ کے ٹھوکے سے وہ ھی پانو کا چھالا دکھ گیا ھوگا جو ہرنوں کی ڈھونڈا ڈھونڈھ میں پڑ گیا تھا۔ ایسی دکھتی چٹکی کی چوٹ سے مسوس کر رانی کیتکی نے کہا کانٹا اڑا تو اڑا اور چھالا پڑا تو پڑا پر نگوڑی تو

کیوں میرا اچنبھالا ھوئی -

(سراھنا رانی کیتکی کے جوبن کا)

رانی کیتکی کا بھلا لگنا لکھنے پڑھنے سے باھر ہے - وہ دونوں بھووں کی کھچاوٹ اور پتلیوں میں لاج کی سماوٹ اور نکیلی پلکوں کے رونداھٹ اور ہنسی کی لگاوٹ، دنتڑیوں میں مسیوں کے اوداھٹ اور اتنی سی رکاوٹ سے ناک اور تیوری چڑھا لینا اور سہیلیوں کا گالیاں دینا اور چل نکلنا اور ہرنیوں* کے روپ سے کرچھالیں† مار پرے اوچھلنا کچھ کہنے میں نہیں آتا -

(سراھنا کنور جی کے جوبن کا)

کنور اودے بھان کے اچھے پن میں کچھ چل نکلنا کسی سے ھو نہ سکے - ہاے رے ! ان کی اوبھار کے دنوں کا سہاناپن اور چال ڈھال کا اچھن‡ پچھن، اٹھتی ھوئی کونپل کی پھبن اور مکھڑے کا گدرایا ھوا جوبن جیسے بڑے تڑکے ھرے بھرے پہاڑوں کی گود سورج کی کرن نکل آتی ہے، یہی روپ تھا ان کی بھیگتی مسوں سے رس کا ٹپکا پڑنا اور اپنی پرچھائیں دیکھ کر اکڑنا، جہاں

---

* (ن) ھرنوں † کود کا اُچھلنا ‡ حسن -

تھاں چھانھہ اس کا ڈول ٹھیک ٹھاک ، ان کے پانوں تلے جیسے دھوپ تھی -

(دولھا اودے بھان کا سنگاسن پر بیٹھنا)

دولھا اودے بھان سنگاسن پر بیٹھا، ادھر ادھر راجہ اندر اور جوگی مہندر گر جم گئے- دولہ کا باپ اپنے بیٹے کے پیچھے مالا لئے کچھ کچھ گنگنانے لگا اور ناچ لگا ہونے اور ادھر ہیں جو اورٹن کھٹولے اندر کے اکھاڑے کے تھے سب کے سب اس روپ سے چھت باندھے ہوئے تھرکا کیے- مہا رانیاں دونوں سمدھنیں آپس میں ملیاں جلیاں اور دیکھنے داکھنے کو کوٹھوں پر چندن کے کواڑوں کے ارٹتلوں میں آ بیٹھیاں - سانگ سنگیت بھنڈ تال رہس* ہونے لگا - جتنے راگ اور راگنیاں تھیں یمن کلیاں، جھنجوٹی، کانڑا، کھماچ، سوھنی، پرج، بہاگ ، سوھرٹ ، کالنگڑا، بھیرویں ، کھٹ للت ، بھیروں روپ پکڑے ہوئے سچ مچ کے جیسے گانے والے ہوتے ہیں اسی روپ سے اپنے اپنے سمے پر گانے لگے اور گانے لگیاں- اس ناچ کا جو بھاؤ تاؤ رچاوٹ کے ساتھ

---

* ھنسی دل لگی -

ہوا کس کا منہ جو کہہ سکے ، جتنے وہاں کے سکھ چین کے گھر تھے
مادھو بلاس، رس دھام، کشن نواس، مچھی بھون، چندر بھون سب
کے سب لپے سے لپٹی* اور سچے موتیوں کے جھالریں اپنی اپنی
گانٹھ میں سمیٹے ہوئے ایک پھبن کے ساتھ متوالوں کے روپ
سے جھوم جھوم† بیٹھنے والوں کے منہ چوم رہے تھے - بیچوں بیچ
ان سب گھروں کے ایک آرسی‡ دھام بنایا تھا جس کی چھت اور
کواڑ اور آنگن میں آرسی چھٹ لکڑی اینٹ پتھر کی پُٹ،
ایک انگلی کے پورے بھر نہ تھی - جالی$ کا جوڑا پہنے ہوئے چودھویں
رات جب گھڑی چھ ایک رہ گئی، تب رانی کیتکی سی دلہن کو
اس آرسی بھون میں بیٹھا کر دولہ کو بلا بھیجا - کنور اودے بھان
کنہیا بنا ہوا سر پر مکٹ دھرے سہرا باندھے اسی تڑاوے§ اور
جمگھٹ کے ساتھ چاند سا مکھڑا لئے جا پہنچا - جس جس ڈھب سے
باہمن اور پنڈت کہتے گئے اور جو مہاراجوں میں ریتیں چلی
آتیاں تھیں اسی ڈول سے اسی روپ سے بھونری گٹھ جوڑا

---

* (ن) لپیٹے - † (ن) جہام -
‡ آئینہ خانہ $ (ن) چاندنی -
§ نمود و نمائش -

سب کچھ ہو لیا۔

دوہے اپنی بولی کے

اب اودے بھان اور رانی کیتکی دونوں ملے
آس کے جو پھول کملائے ہوئے تھے پھر کھلے
چین ہوتا ہی نہ تھا جس ایک کو اس ایک بن
رہنے سہنے سو لگے آپس میں اپنے رات دن
اے کھلاڑی یہ بہت تھا کچھ نہیں تھوڑا ہوا
آن کر آپس میں جو دونوں کا گٹھ جوڑا ہوا
چاہ کے ڈوبے ہوئے اے میرے داتا سب ترِیں
دن پھرے جیسے انہوں کے ایسے اپنے دن پھریں

وے اوڑن کھٹولے والیاں جو ادھر میں چھت باندھے ہوئے تھرک رہی تھیں بھر بھر جھولیاں اور مٹھیاں ہیرے اور موتیوں سے نچھاور کرنے کے لئے اوتر آئیاں اور اوڑن کھٹولے جوں کے توں ادھر میں چھت باندھے ہوئے کھڑے رہے۔ دولہ دلہن پر سے ساتھ واری پھیرے ہونے میں پس پس گیان اور ان سبھوں کو ایک ہچکی سی لگ گئی۔ راجہ اندر نے دلہن کی

منہہ دیکھائی میں ایک ھیرے کا اکڈال چھپر کھٹ اور ایک پیڑھی پکھراج کی دی اور ایک پارجات کا پودھا جس سے جو مانگے سو ھی ملے ، دلہن کے سامھنے لگا دیا اور ایک کام دھین گاے کی پٹھیا بھی اس کے نیچھے باندہ دی اور اکیس لونڈیاں انہیں اوڑن کھٹولے والیوں سے چن کے اچھی سے اچھی ستھری گاتی بجاتیاں ، سیتی پروتیاں ، سگھڑ سے سگھڑ سونپیں اور انھیں کہہ دیا "رانی کیتکی چھٹ ان کے دولہ سے کچھہ بات چیت نہ رکھیو ، تمھارے کان پہلے سے مروڑے دیتا ھوں، نہیں تو سب کی سب پتھر کی مورتیں بن جاؤ گی اور اپنا کیا آپ پاو گی"- اور گسائیں مہندر گروجی نے باون تولے پاو رتی جو سنتے ہیں اس کے اکیس منکو آگے رکھہ کے کہا "یہ بھی ایک کھیل ہے جب چاہیئے تو بہت سا تانبا گلاکے ایک اتنی سی اس کی چھوڑ دیجیئے گا کنچن ھو جاے گا"- اور جوگی نے یہ سبھوں سے کہدیا جو لوگ ان کے بیاہ میں جاگے ہیں ان کے گھروں میں چالیس دن رات سونے کی ٹڈیوں کے روپ میں من برسیں اور جب تک جئیں کسی بات کو پھر نہ ترسیں- نو لاکھہ ننانوے گائیں سونے روپے کی سنگھوٹیوں کی، جڑاؤ گہنا پہنے ھوئے ، گھنگرو ، جھنجھناتیاں، بامھنوں کو دان ھوئیں

اور سات برس کا پیسا سارے راج کو چھوڑ دیا۔ بائیس سے ہاتھی اور چھتیس سے اونٹ لدے ہوئے روپوں کے لٹا دئے۔ کوئی اس بھیڑ بھاڑ میں دونوں راج کا رہنے والا ایسا نہ رہا جس کو گھوڑا جوڑا، روپوں کا توڑا، سونے کی جڑاو کڑوں کی جوڑی نہ ملی ہو اور مدن بان چھٹ دولہ دلہن پاس کسی کا ہواو* نہ تھا جو بن بلائے چلی جائے۔ بن بلائے دوڑی آئے تو وہی آئے اور ہنساوے تو وہی ہنسائے۔ رانی کیتکی کے چھیڑنے کو ان کے کنور اودے بھان کو کنور کنور اجی کہہ کے پکارتی تھی اور اسی بات کو سو سو روپ سے سنوارتی تھی۔

دوہے اپنی بولی کے

گھر بسا جس رات انھوں کا تب مدن بان اس گھڑی
کہہ گئی دولہ دلہن کو ایسی سو باتیں کڑی
باس پا کر کیوڑے کی کیتکی کا جی کھلا
سچ ہے ان دونوں جنوں کو اب کسی کی کیا پڑی

---

* (ن) ہیاؤ یعنی ہمت

کیا نہ آئی لاج کچھ اپنے پرائے کی اجی
تھی ابھی اس بات کی ایسی ابھی کیا ہر بڑی

(دلہن نے اپنے گھونگٹ سے کہا)

جی میں آتا ہے تیرے ہونٹوں کو مل ڈالوں ابھی
بل بے اے رنڈی ترے دانتوں کی مسی کی دھڑی

انجمن ترقی اُردو اورنگ آباد دکن

اپنے ان مہربان اصحاب کی فہرست مرتب کر رہی ہے جو اس بات کی عام اجازت دیدیں کہ آئندہ جو کتاب انجمن سے شائع ہو وہ بغیر ان سے دوبارہ دریافت کئے ' تیار ہوتے ہی ان کی خدمت میں بذریعہ وی پی روانہ کردی جایا کرے - ہمیں امید ہے کہ قدر دانان زبان اردو ہمیں عام طور پر اس کی اجازت دیدیں گے کہ ان کے اسماے گرامی اس فہرست میں درج کرلئے جائیں اور انجمن سے جو نئی کتاب شائع ہو' فوراً بغیر دریافت کئے روانہ کردی جایا کرے - یہ انجمن کی بہت بڑی مدد ہوگی اور آئندہ اسے نئی نئی کتابوں کے طبع کرنے میں بڑی سہولت ہوجاے گی - ہمیں امید ہے کہ ہمارے وہ معاونین جو اردو کی ترقی کے دل سے بھی خواہ ہیں , اس اعانت کے دینے میں دریغ نہ فرمائیں گے —

ایسے اصحاب انجمن کے رکن سمجھے جائیں گے اور ان کی خدمت میں کل کتابیں جو آئندہ شائع ہوں گی وقتاً فوقتاً چوتھائی قیمت کم کرکے روانہ ہوں گی —

المشـــــــــــتہر

انجمن ترقی اردو اورنگ آباد (دکن)

اردو

یہ انجمن کا سہ ماہی رسالہ ہے جس میں ادب اور زبان کے ہر پہلو پر بحث کی جاتی ہے اور محققانہ اور تنقیدی مضامین درج ہوتے ہیں۔ ہندوستان بھر میں یہی ایک خالص ادبی رسالہ ہے جو اس اہم خدمت کو خاص حیثیت سے انجام دے رہا ہے۔ اردو مطبوعات اور رسالوں پر اس کے تبصرے امتیازی شان رکھتے ہیں۔

چندہ سالانہ مع محصول ڈاک سات روپے سکۂ انگریزی
[آٹھ روپے سکۂ عثمانیہ]

سائنس

انجمن ترقی اردو کا سہ ماہی رسالہ

جس کا مقصد یہ ہے کہ سائنس کے مسائل اور خیالات کو اردو دانوں میں مقبول کیا جائے۔ دنیا میں سائنس کے متعلق جو نئی نئی بحثیں یا ایجادیں اور اختراعیں ہو رہی ہیں یا جو جدید انکشافات وقتاً فوقتاً ہوں گے، ان کو کسی قدر تفصیل سے بیان کیا جائے۔ ان تمام مسائل کو حتی الامکان صاف اور سلیس زبان میں بیان کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اس سے اردو زبان کی ترقی اور اہل وطن کے خیالات میں روشنی اور وسعت پیدا کرنا مقصود ہے —

سالانہ چندہ آٹھ روپے سکۂ انگریزی (نو روپے چار آنے سکۂ عثمانیہ)

امید ہے کہ اردو زبان کے بہی خواہ اور علم کے شائق اس کی سرپرستی فرمائیں گے —

المشتہر
انجمن ترقی اردو - اورنگ آباد (دکن)